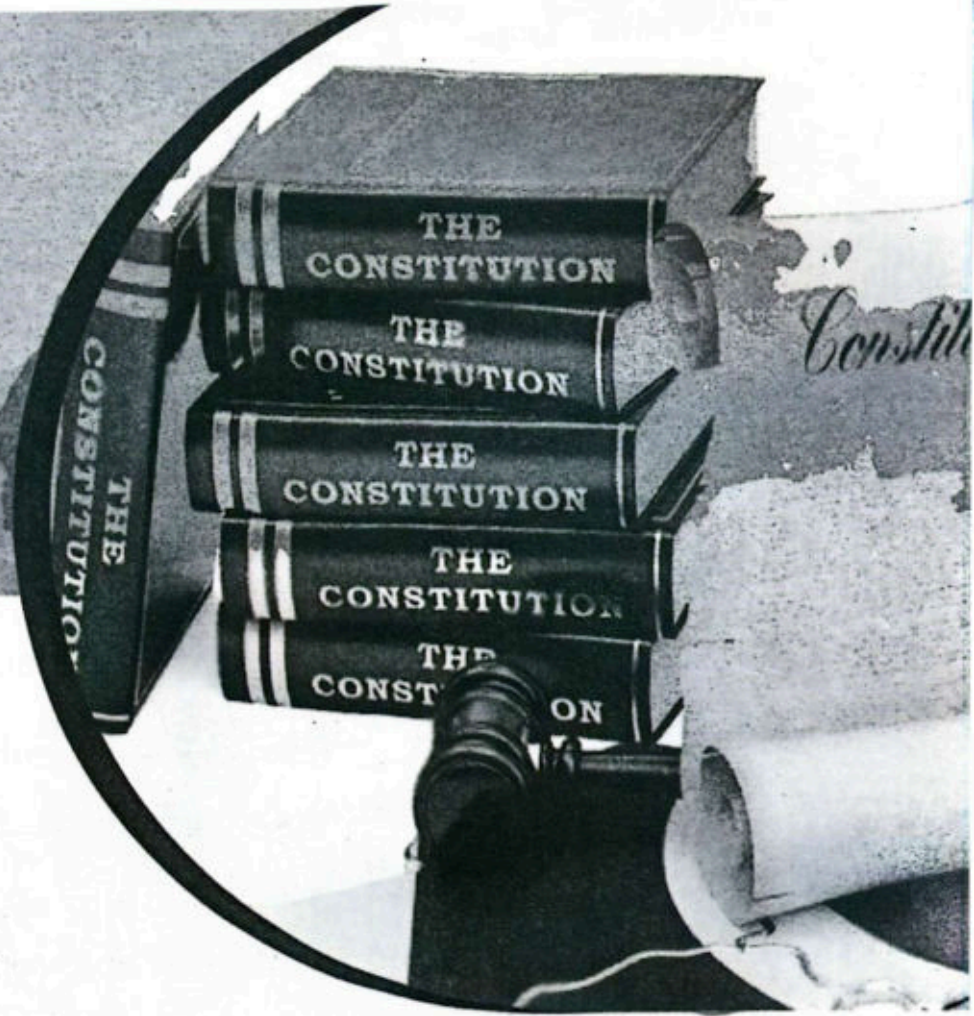


باب: 09



حصہ پنجم: آئین پاکستان

آئینی ارتقاء

یہ سبق پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

- ۱۹۷۳ء کے آئین کی نمایاں خصوصیات، بالخصوص انسانی حقوق، اسلامی دفعات اور نمایاں ترامیم پر بحث کر سکیں
- ۱۹۷۳ء کے آئین میں درج آٹھ شہری کی ذمہ داریوں، غواہین کے حقوق اور اقلیتوں کے حقوق بیان کر سکیں۔
- ۱۹۷۳ء کے آئین کے تحت پاکستان کے وفاقی ڈھانچے کی وضاحت کر سکیں۔

آئین کسی بھی ریاست کا بنیادی قانون اور قوم کی سوچ و فکر کا عکاس ہوتا ہے۔ اس میں انسانی حقوق کا اندراج ہوتا ہے۔ نیز یہ ریاست کے ڈھانچے اور طرز حکومت کی وضاحت کرتا ہے۔ ۳ جون ۱۹۴۷ء کے منصوبے کے تحت برطانوی حکومت نے آئین بنانے کی ذمہ داری دستور ساز اسمبلی پر ڈالی۔ ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ ۱۹۳۵ء کو پاکستان کے عبوری آئین کے طور پر نافذ کیا گیا۔ اس میں کچھ ترامیم اہم کی گئیں اور یہ ۱۹۵۶ء تک ملک میں نافذ العمل رہا۔

قرارداد مقاصد (۱۹۴۹)

وزیراعظم لیاقت علی خان نے دستور ساز اسمبلی کے سامنے آئین کے اعراض و مقاصد رکھے۔ بحث کے بعد ۱۲ مارچ ۱۹۴۹ء کو اسمبلی نے ایک قرارداد پاس کی جسے قرارداد مقاصد کا نام دیا گیا۔ یہ پاکستان میں آئین سازی کی طرف پہلا قدم تھا۔ اس قرارداد کی نمایاں خصوصیات درج ذیل ہیں۔

۱۔ اقتدار اعلیٰ: تمام کائنات پر اقتدار اعلیٰ کی مالک اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ اور پاکستان کے عوام اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود میں رہتے ہوئے حکومت کے اختیارات کا استعمال کریں گے۔

۲۔ آئین: دستور ساز اسمبلی ریاست پاکستان کے لیے آئین بنائے گی۔

۳۔ ریاستی اختیارات: ریاست اپنے اختیارات کا استعمال عوام کے منتخب نمائندوں کے ذریعے کرے گی۔

۴۔ اسلامی اصول: اسلامی اصولوں مثلاً سماجی انصاف، مساوات، جمہوریت اور آزادیوں کو اسلام کی ہدایت کے مطابق ملک میں رائج کیا جائے گا۔

۵۔ انفرادی اور اجتماعی زندگی: مسلمانوں کو ایسے مواقع فراہم کیے جائیں گے کہ وہ اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگیوں کو اسلام کے مطابق گزار سکیں۔

۶۔ اقلیتوں کے حقوق: اقلیتوں کو اپنی مذہبی رسومات کو ادا کرنے اور اپنی ثقافت کو پروان چڑھانے کے مواقع فراہم کیے جائیں گے۔ اقلیتوں اور پسماندہ طبقات کے قانونی مفادات کے تحفظ کو یقینی بنایا جائے گا۔

۷۔ وفاق: پاکستان کے موجودہ اور نئے شامل ہونے والے علاقے وفاق کا حصہ کہلائیں گے۔ صوبوں کو آئین کے تحت ملنے والی خود مختاری کو یقینی بنایا جائے گا۔

۸۔ شہریوں کے بنیادی حقوق: پاکستان کے شہری اپنے بنیادی حقوق مثلاً آئین کی نظر میں برابری، سماجی انصاف، سوچ کی آزادی، عقیدے کی آزادی وغیرہ سے لطف اندوز ہو سکیں گے۔

۹۔ عدلیہ: عدلیہ کی آزادی کو یقینی بنایا جائے گا۔

۱۰۔ وفاق کا تحفظ: وفاق کی سرحدوں کے تحفظ کو یقینی بنایا جائے گا۔

اہمیت: قرارداد مقاصد کی پاکستان کے سیاسی منظر نامے میں نمایاں اہمیت حاصل ہے۔ اس قرارداد نے مستقبل کے آئین کی بنیاد رکھ دی۔ قرارداد مقاصد کو

۱۹۵۶ء اور ۱۹۶۲ء کے دساتیر میں افتتاحیہ کی حیثیت حاصل تھی۔ جنرل محمد ضیاء الحق کے دور میں اسے آئین میں آٹھویں ترمیم کے ذریعے آئین کا حصہ بنایا گیا۔

آئین سازی میں تاخیر

۱۹۳۵ء کے آئین کو برطانوی حکومت نے اپنی ضروریات پوری کرنے کے لیے بنایا تھا۔ پاکستان کو اپنی سیاسی، سماجی اور نظریاتی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے ایک آئین کی ضرورت تھی۔ آزادی کے بعد پاکستان کو کئی مسائل کا سامنا کرنا پڑا جس وجہ سے آئین سازی کا عمل تاخیر کا سبب بنا۔ آئین سازی میں تاخیر کی درج ذیل وجوہات تھیں۔

۱۔ ابتدائی مسائل: پاکستان کو ابتدائی سالوں میں کئی مسائل کا سامنا تھا۔ اس وجہ سے آئین سازی کا عمل تاخیر کا شکار رہا۔

۲۔ آئین سازی کے لیے اٹھائے گئے اقدامات: آئین کے ڈرافٹ پر اتفاق رائے قائم کرنے کے لیے درج ذیل اقدامات اٹھائے گئے۔ تاہم اتفاق رائے قائم نہ ہو سکا اور آئین سازی کا عمل تاخیر کا شکار رہا۔

(۱) بنیادی دی اصولوں کی کمیٹی کی پہلی رپورٹ (ستمبر ۱۹۵۰ء) تا مارچ ۱۹۴۹ء میں قرارداد مقاصد کی منظوری کے بعد لیاقت علی خان کی سربراہی میں بنیادی اصولوں کی کمیٹی قائم کی گئی۔ اس کمیٹی کا اہم مقصد مستقبل کے آئین کے بنیادی اصول وضع کرنا تھا۔ اس کمیٹی نے مختلف معاملات کو دیکھنے کے لیے ذیلی کمیٹیاں تشکیل دیں۔ ستمبر ۱۹۵۰ء کو بنیادی اصولوں کی کمیٹی نے دستور ساز اسمبلی میں آئین کا ڈرافٹ پیش کیا۔ مشرقی پاکستان سے تعلق رکھنے والے اراکین نے آئین کے ڈرافٹ کی مخالفت کی۔ اس کی ایک اہم وجہ اردو کو قومی زبان قرار دینے کی سفارش کرنا تھا۔ اس ڈرافٹ کو آئین ساز اسمبلی نے پاس نہ کیا۔ لیاقت علی خان کو ۱۶ اکتوبر ۱۹۵۱ء میں شہید کر دیا گیا۔ اور آئین سازی کا عمل تاخیر کا شکار رہا۔

(ب) بنیادی اصولوں کی کمیٹی کی دوسری رپورٹ (دسمبر ۱۹۵۲ء): لیاقت علی خان کی شہادت کے بعد خواجہ ناظم الدین وزیراعظم بنے انہوں نے ۲۲ دسمبر ۱۹۵۲ء کو آئین کا ڈرافٹ دستور ساز اسمبلی میں پیش کیا اس کی اہم سفارشات درج ذیل ہیں۔

i. مرکزی اسمبلی کے دو ایوان ہوں گے۔ دونوں ایوانوں کو برابر اختیارات حاصل ہوں گے۔

ii. دونوں ایوانوں کی مدت ۵ سال ہوگی۔

ii. ریاست کا سربراہ مسلمان ہوگا۔

iv. ریاست کے سربراہ کو مرکزی اسمبلی کے دونوں ایوان منتخب کریں گے۔

v. ریاست کے سربراہ کی مدت ۵ سال ہوگی۔

مغربی پاکستان کے نمائندوں نے دوسرے ڈرافٹ کی مخالفت مشرقی پاکستان کے نمائندوں نے مرکزی اسمبلی میں دونوں حصوں کی برابر نمائندگی کی مخالفت کی۔ آئین کے دوسرے ڈرافٹ پر مخالفت جاری رہی اور ۱۱ اپریل ۱۹۵۳ء کو خواجہ ناظم الدین کو عہدے سے ہٹا دیا گیا۔

(ج) محمد علی بوگرہ فارمولا: خواجہ ناظم الدین کے بعد محمد علی بوگرہ وزیراعظم بنے اور انھوں نے ۷ اکتوبر ۱۹۵۳ء کو آئین کا تیسرا ڈرافٹ دستور ساز اسمبلی کے سامنے پیش کیا۔ اس کو محمد علی بوگرہ فارمولا کا نام دیا گیا۔ جس کی چیدہ خصوصیات درج ذیل ہیں۔

i. مرکزی اسمبلی کے دو ایوان ہوں گے۔

ii. دونوں ایوانوں کو برابر اختیارات حاصل ہوں گے۔

iii. تمام صوبوں کو ایوان بالا میں برابر سیٹیں دی جائیں گی۔ سیٹوں کی کل تعداد ۵۰ ہوگی۔

iv. ایوان زیریں میں سیٹوں کی تقسیم آبادی کے تناسب سے ہوگی۔ ایوان میں کل سیٹوں کی تعداد ۳۰۰ ہوگی۔ مشرقی حصے کو ۱۶۵ اور مغربی حصے کو ۱۳۵ سیٹیں ملیں گیں۔

v. اردو اور بنگالی قومی زبانیں ہوں گی۔

وزیراعظم محمد علی بوگرہ نے اعلان کیا کہ نئے آئین کو دسمبر ۱۹۵۴ء میں ملک میں نافذ کر دیا جائے گا۔ تاہم گورنر جنرل ملک غلام محمد نے ۲۴ اکتوبر ۱۹۵۴ء کو دستور ساز اسمبلی توڑ دی۔ اس طرح نئے آئین کو نافذ نہ کیا جاسکا۔

۱۹۵۶ء کا آئین

آزادی حاصل کرنے کے تقریباً ۹ سال بعد پاکستان نے آئین کو تیار کرنے میں کامیاب ہو سکا جسے ۲۳ مارچ ۱۹۵۶ء کو نافذ کیا گیا۔ اس آئین کی چیدہ خصوصیات درج ذیل ہیں۔

۱۔ تحریری اور لکچر اندیزہ تحریری آئین تھا جس کی ۲۳ دفعات تھیں۔ یہ ایک پگھلاؤ آئین تھا جسے قومی اسمبلی دو تہائی اکثریت سے ترمیم کر سکتی تھی۔

۲۔ وفاقی نظام پاکستان ایک وفاقی ریاست تھا اختیارات کو مرکزی اور صوبائی حکومتوں میں تقسیم کیا گیا تھا۔

۳۔ پارلیمانی نظام حکومت پارلیمانی نظام متعارف کرایا گیا۔ انتظامیہ کا سربراہ وزیراعظم تھا جسے قومی اسمبلی منتخب کرتی تھی۔

۴۔ قانون ساز اسمبلی: قانون ساز اسمبلی کا ایک ہی ایوان تھا جسے قومی اسمبلی پکارا جاتا تھا۔ اس کی مدت ۵ سال تھی۔ قومی اسمبلی میں مشرقی اور مغربی پاکستان کو برابر نمائندگی حاصل تھی۔

۵۔ صدر: صدر ملک کا آئینی سربراہ تھا جسے برائے نام اختیارات حاصل تھے۔ صدر کے امیدوار کے لیے مسلمان ہونا ضروری تھا۔

۶۔ گورنر: گورنر کو صدر پاکستان مقرر کرتا تھا جو کہ وفاق کا نمائندہ کہلاتا تھا۔ گورنر کے عہدے کی مدت مقرر نہ تھی۔ وہ صدر کی خوشنودی تک عہدے پر قائم رہ سکتا تھا۔

۷۔ قومی زبانیں: اردو اور بنگالی قومی زبانیں قرار دی گئیں۔

۸۔ عدلیہ: تہائی کورٹ صوبے کی اور سپریم کورٹ ملک کی سب سے بڑی عدالت تھی۔

۹۔ بنیادی حقوق: ۱۹۵۶ء کے آئین میں بنیادی حقوق کی ایک فہرست دی گئی جن میں سے چند درج ذیل ہیں۔

- i. تمام شہری قانون کی نظر میں برابر ہوں گے۔
- ii. نسل، مذہب، ذات یا کسی اور بنیاد پر شہریوں میں فرق روا نہیں رکھا جائے گا۔
- iii. کسی شخص کو زندگی اور آزادی سے محروم نہیں کیا جائے گا۔
- iv. کسی شخص کو قانونی جائیداد سے محروم نہیں کیا جائے گا۔
- v. تمام شہریوں کو اظہار رائے کی آزادی حاصل ہوگی۔
- اسلامی دفعات: ایک اسلامی مشاورتی کونسل بنائی گئی۔
- i. ملک کا نام اسلامی جمہوریہ پاکستان رکھا گیا۔
- ii. قرارداد مقاصد کو آئین کے افتتاحیہ کی حیثیت دی گئی۔
- iii. صدر کے امیدوار کے لیے مسلمان ہونا لازمی قرار دیا گیا۔
- iv. تمام قوانین اسلامی تعلیمات کے مطابق بنائے جائیں گے۔

۱۹۶۲ء کا آئین

صدر اسکندر مرزا نے ۷ اکتوبر ۱۹۵۸ء کو ۱۹۵۶ء کا آئین توڑ دیا، ملک میں مارشل لاء نافذ کیا اور ایوب خان کو چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر تعینات کیا۔ ایوب خان نے ایک آئین تیار کیا جسے ۱۹۶۲ء میں نافذ کیا۔ اس آئین کی چیدہ خصوصیات درج ذیل ہیں۔

- ۱۔ تحریری: ۱۹۶۲ء کا آئین تحریری تھا جس کی ۲۵۰ دفعات تھیں۔
- ۲۔ وفاقی نظام: ۱۹۶۲ء کے آئین کے تحت وفاقی نظام تھا۔ پاکستان کے دو صوبے (شرقی پاکستان اور مغربی پاکستان) تھے۔ اختیارات کی تقسیم کی ایک فہرست تھی جس کے تحت مرکزی حکومت کو وسیع اختیارات حاصل تھے۔
- ۳۔ ایک ایوان مرکزی اسمبلی کا ایک ایوان تھا جس کا نام قومی اسمبلی تھا۔ اس کی مدت ۵ سال تھی۔ قومی اسمبلی میں دونوں صوبوں کو برابر سینیٹس دی گئیں۔
- ۴۔ صدارتی نظام: ۱۹۶۲ء کے آئین میں ۱۹۵۶ء کے آئین کے برعکس صدارتی نظام متعارف کرایا گیا۔ صدر انتظامیہ اور ریاست کا سربراہ تھا۔ جس کا انتخاب بنیادی جمہوریتوں کے ارکان ۵ سال کے لیے کرتے تھے۔ اسے قومی اسمبلی کے ارکان مواخذے کے ذریعے اپنے عہدے سے الگ کر سکتے تھے۔
- ۵۔ بالواسطہ انتخاب: آئین کے تحت قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلیوں کے ارکان کا بالواسطہ انتخاب کیا جاتا تھا۔ مذکورہ اسمبلیوں کے ارکان کا چناؤ بنیادی جمہوریتوں کے ارکان کرتے تھے۔ صدر کا انتخاب بھی بالواسطہ تھا۔

۶۔ قومی زبانیں: اردو اور بنگالی کو قومی زبانیں قرار دیا گیا۔

۷۔ عدلیہ: ہائی کورٹ صوبے اور سپریم کورٹ ملک کی سب سے بڑی عدالت تھی۔

۸- بنیادی حقوق: آئین میں شہریوں کے حقوق کی فہرست مدد کی گئی۔

۹- غیر لچکدار آئین: قومی اسمبلی صدر کی مرضی سے دو تہائی اکثریت سے آئین میں ترمیم کر سکتی تھی۔

۱۰- اسلامی دفعات:

i. ملک کا سرکاری نام اسلامی جمہوریہ پاکستان تھا۔

ii. قرارداد مقاصد ۱۹۴۹ء کو آئین کے افتتاحیہ کی حیثیت دی گئی۔

iii. صدر کے لیے مسلمان ہونے کی شرط رکھی گئی۔

iv. تمام قوانین کا اسلامی تعلیمات سے مطابقت رکھنا ضروری تھا۔

v. ایک اسلامی مشاورتی کونسل قائم کی گئی۔ صدر، گورنر قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلی کسی قانون کی اسلامی نوعیت جاننے کے لیے کونسل سے رہنمائی حاصل کر سکتے تھے۔ کونسل کا کردار مشاورتی تھا اور اس کی رائے پر عمل کرنا ضروری نہ تھا۔

تجزیہ:

۱۹۶۲ء کا آئین ایوب خان نے بنایا تھا اور یہ کسی اسمبلی کی طرف سے تیار نہ کیا گیا تھا۔ صدر کو قانون سازی اور انتظامیہ سے متعلق وسیع اختیارات حاصل تھے۔ صدر کو عہدے سے الگ کرنے کے لیے مشکل طریقہ کار وضع کیا گیا تھا۔ ایوب خان نے صدر قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلی کے لیے بالواسطہ طریقہ انتخاب متعارف کرایا تھا۔ صوبائی خود مختاری کو یقینی نہ بنایا گیا اور وفاقی حکومت نے غیر ضروری طور پر صوبائی امور میں مداخلت کی۔ صدر نے سسٹم کی مضبوطی کی بجائے صدر کے عہدے کو مضبوط کیا۔ ۲۵ مارچ ۱۹۶۹ء کو جنرل یحییٰ خان نے مارشل لا نافذ کیا اور ۱۹۶۲ء کے آئین کو منسوخ کر دیا۔

۱۹۷۳ء کا آئین

۱۹۷۳ء کا آئین متفقہ تھا جسے قومی اسمبلی نے پاس کیا۔ اسے ۱۱ اگست ۱۹۷۳ء کو نافذ کیا گیا۔ سابقہ دساتیر کی نسبت یہ جامع اور جمہوری آئین ہے۔ اٹھارویں ترمیم کے نفاذ کے بعد ۱۹۷۳ء کے آئین کی درج ذیل خصوصیات ہیں۔

۱- تحریری: ۱۹۷۳ء کا آئین تحریری ہے۔ اس کی ۲۸۰ دفعات، ۱۲ حصے اور ۵ شیڈول ہیں۔

۲- وفاقی نظام: پاکستان ایک وفاقی ریاست ہے۔ اس کے چار صوبے (پنجاب، سندھ، بلوچستان اور خیبر پختونخواہ) ہیں۔ اس کا دارالحکومت اسلام آباد ہے۔

۳- سنگین غداری: ماضی کے آمروں نے ۱۹۵۶ء اور ۱۹۶۲ء کے دساتیر کو توڑنا۔ ترمیم شدہ آرٹیکل ۶ کے مطابق آئین کو توڑنا، معطل کرنا یا اس کے خلاف سازش کرنا سنگین غداری شمار ہو گا۔ اٹھارویں ترمیم نے جمہوریت کو مضبوط کیا۔

۴- پارلیمنٹ: پارلیمنٹ دو ایوانوں پر مشتمل ہے۔ قومی اسمبلی ایوان زیریں ہے جس کی مدت ۵ سال ہے۔ اس کی سیٹیں آبادی کے تناسب سے صوبوں میں تقسیم

کی گئیں ہیں۔ سینٹ ایوان بالائے اور یہ مستقل ایوان ہے۔ تمام صوبوں کے درمیان سینٹ کی سینیٹ برابری کی بنیاد پر تقسیم کی گئیں ہیں۔ ہر سینیٹر کو ۶ سال کے لیے منتخب کیا جاتا ہے۔

۵۔ پارلیمانی طرز حکومت: وزیراعظم انتظامیہ کا سربراہ ہے اور حقیقی اختیارات کا مالک ہے۔ قومی اسمبلی اپنے قائد ایوان (وزیراعظم) کا انتخاب کرتی ہے۔ اور اسے عدم اعتماد کی تحریک کے ذریعے عہدے سے ہٹا سکتی ہے۔

۶۔ صدر: صدر سربراہ ریاست ہے جسے رسمی اختیارات حاصل ہیں۔ چاروں صوبائی اسمبلیاں اور پارلیمنٹ کے دونوں ایوان صدر کا ۵ سال کے لیے انتخاب کرتے ہیں۔

۷۔ عدلیہ: ملک کی سب سے بڑی عدالت سپریم کورٹ ہے۔ چاروں صوبوں کی الگ الگ ہائی کورٹس ہیں۔ وفاقی دارالحکومت اسلام آباد کے لیے الگ ہائی کورٹ ہے۔ سپریم کورٹ کو آئین کی تشریح کرنے اور ہائی کورٹ کے فیصلوں کے خلاف اپیلیں سننے کا اختیار حاصل ہے سپریم کورٹ کا فیصلہ حتمی شمار ہوتا ہے۔

۸۔ صوبائی حکومت: ہر صوبے کی اسمبلی کو ۵ سال کے لیے منتخب کیا جاتا ہے۔ صوبائی اسمبلی وزیراعلیٰ کا انتخاب کرتی ہے اور وہ صوبے کا انتظامی سربراہ ہوتا ہے۔

۹۔ صوبائی خود مختاری: اٹھارویں ترمیم کے تحت ۷۱ وفاقی وزارتیں ختم کی گئیں اور ان کے اختیارات کو صوبوں کو منتقل کیا گیا۔ مشترکہ امور کی فہرست کو آئین سے نکال دیا گیا اور اس کے اختیارات کو صوبوں کو منتقل کیا گیا ماضی کی نسبت صوبے اب زیادہ اختیارات رکھتے ہیں۔

۱۰۔ اسلامی دفعات

i. پاکستان کا سرکاری مذہب اسلام ہے۔

ii. وزیراعظم اور صدر کے لیے مسلمان ہونا ضروری ہے۔

iii. تمام قوانین کا اسلامی تعلیمات سے مطابقت رکھنا ضروری ہے۔

iv. اسلامی نظریاتی کونسل قائم کی گئی ہے۔ یہ صوبائی اسمبلیوں اور پارلیمنٹ کو قوانین کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے کے لیے سفارشات مرتب کرتی ہے۔

v. جو شخص حضرت محمد خاتم النبیین صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو آخری نبی مانتا ہے وہ مسلمان کہلائے گا۔

vi. آرٹیکل A-۲ کے مطابق قرارداد مقاصد کو آئین کا حصہ بنا گیا۔

تجزیہ:

اٹھارویں ترمیم کے تحت ۱۹۷۳ء کے آئین میں نمایاں تبدیلیاں لائی گئیں۔ اس کے تحت ملک میں مکمل پارلیمانی نظام قائم کیا گیا ہے جس کے تحت عوامی نمائندوں کو حقیقی اختیارات حاصل ہیں۔ صدر کے اختیارات میں کمی کی گئی ہے اور آرٹیکل ۶ کے تحت جمہوریت کو مضبوط بنایا گیا ہے۔ ماضی کے دونوں دساتیر کی نسبت ۱۹۷۳ء کے آئین میں زیادہ اسلامی دفعات شامل کی گئیں ہیں اور صوبے زیادہ اختیارات رکھتے ہیں۔ ۱۹۷۳ء کی آئین کی بالادستی قائم ہونی چاہیے اور یہ وفاق کی مضبوطی کا باعث ہوگی۔

اقوام متحدہ کے اعلان حقوق ۱۹۴۸ء اور ۱۹۷۳ء کے آئین میں دیئے گئے انسانی حقوق

اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے ۱۰ دسمبر ۱۹۴۸ء کو انسانی حقوق کا عالمی منشور پاس کیا۔ اس کے ۳۰ آرٹیکلز ہیں جن میں سے چند درج ذیل ہیں۔

i. تمام انسان آزاد پیدا ہوئے ہیں اور وہ مساوی درجہ رکھتے ہیں۔

ii. ہر انسان بلا امتیاز حقوق اور آزادی کو لطف اندوز کر سکے گا۔

iii. ہر انسان کو زندگی، آزادی اور تحفظ کا حق حاصل ہوگا۔

iv. ہر قسم کی غلامی اور غلاموں کی تجارت پر پابندی عائد ہوگی۔

v. تمام افراد بلا تفریق قانون کی نظر میں برابر تصور ہوں گے۔

vi. ہر انسان کو رہائش اور نقل و حرکت کی آزادی حاصل ہوگی۔

vii. ہر انسان کو رائے کے اظہار کی آزادی حاصل ہوگی۔

viii. ہر انسان کو تعلیم حاصل کرنے کا حق حاصل ہوگا۔

ix. ہر انسان کو قانونی طریقے سے جائیداد بنانے کا حق حاصل ہوگا۔

x. ہر انسان کو پرامن طریقے سے اجتماع کرنے کا حق حاصل ہوگا۔

۱۹۷۳ء کے آئین کے تحت انسانی حقوق

۱۹۷۳ء کے آئین کے تحت دیئے گئے انسانی حقوق میں سے چند درج ذیل ہیں:

i. کسی انسان کو قانون کے تحت دیئے گئے زندگی اور آزادی سے محروم نہیں کیا جاسکے گا۔

ii. تمام شہری قانون کی نظر میں برابر تصور ہوں گے۔

iii. ہر انسان کو اس پر لگائے گئے الزام کا آزادانہ طور پر قانونی چارہ جوئی کرنے کا حق حاصل ہوگا۔

iv. غلامی، جبری مشقت، تشدد اور غیر انسانی سلوک غیر قانونی افعال تصور ہوں گے۔

v. تمام شہری نقل و حرکت، اظہار رائے، کاروبار کرنے، اجتماع اور تقریر کرنے کے حقوق سے لطف اندوز ہو سکیں گے۔

vi. تمام شہری مفاد عامہ کے معاملات میں معلومات تک رسائی کا حق رکھتے ہیں۔

vii. ریاست ۱۹۵۵ء کی عمر کے بچوں کو مفت اور لازمی تعلیم فراہم کرے گی۔

viii. مذہب، ذات، نسل اور جائے پیدائش کی بنیاد پر شہریوں میں امتیاز نہیں کیا جائے گا۔

اقوام متحدہ کے اعلان انسانی حقوق اور ۱۹۷۳ء کے آئین کا موازنہ

اقوام متحدہ کے اعلان انسانی حقوق اور ۱۹۷۳ء کے آئین کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد یہ بات واضح ہوتی ہے کہ دونوں انسانیت کے احترام کو ترجیح دیتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ آج سے ۴۰ سال پہلے حضرت محمد ﷺ نے انسانی حقوق کا عظیم چارٹر پیش کیا۔ پاکستان ایک اسلامی ریاست ہے۔ اور ۱۹۷۳ء کے آئین میں حقوق کے حوالے سے اسلامی جھلک نمایاں طور پر نظر آتی ہے۔ اقوام متحدہ کا اعلان حقوق اور ۱۹۷۳ء کا آئین دونوں ہی قانون کی حاکمیت، مساوات، انصاف، اظہار رائے کی آزادی، غلامی کے خاتمے اور زندگی کے تمام شعبوں میں برابر مواقع فراہم کرنے کی بات کرتے ہیں ضرورت اس امر کی ہے کہ اقوام متحدہ کے اعلان حقوق اور ۱۹۷۳ء کے آئین کو من و عن نافذ کیا جائے۔

۱۹۷۳ء کے آئین میں عورتوں اور اقلیتوں کو ملنے والے حقوق

خواتین اور اقلیتیں پاکستان کے قابل احترام شہری ہیں۔ تمام شہری (مرد، خواتین اور اقلیتیں) مساوی حقوق رکھتے ہیں۔ ۱۹۷۳ء کے آئین کے باب اول میں آرٹیکل ۲۸ تا ۳۸ خواتین اور اقلیتوں کے حقوق درج ہیں جس کا مختصر خاکہ درج ذیل ہے:

i. مذہب، ذات، نسل اور جائے پیدائش کی بنیاد پر امتیاز نہیں رکھا جائے گا۔

ii. قانون کی نظر میں تمام شہری مساوی حیثیت رکھتے ہیں۔ جنس کی بنیاد پر تفریق نہیں ہوگی۔

iii. خواتین اور بچوں کے تحفظ کے لیے ریاست ہر ممکن قدم اٹھائے گی۔

iv. غلامی، جبری مشقت، تشدد، ظلم اور غیر انسانی سلوک قانونی اقدامات تصور ہوں گے۔

v. کسی انسان کو زندگی اور آزادی کے حق سے محروم نہیں کیا جائے گا۔

vi. تمام شہری آزادی، نقل و حرکت، اظہار، کلر بار، اجتماع اور تقریر سے لطف اندوز ہو سکیں گے۔

vii. ہر شہری کو اپنی مرضی کا مذہب اختیار کرنے اور اشاعت کرنے کا حق حاصل ہوگا۔

viii. کسی شہری کو نسل، مذہب، ذات اور جائے پیدائش کی بنیاد پر تعلیمی اداروں میں داخلہ لینے سے محروم نہیں کیا جائے گا۔

ix. کسی شہری کو نسل، ذات، جنس اور رہائش کی بنیاد پر عوامی تفریح کے مقامات پر جانے سے نہیں روکا جائے گا۔

x. ملازمتوں کے حصول میں مذہب، نسل، اور جائے پیدائش کے فرق کو روکا نہیں رکھا جائے گا۔

xi. تمام شہریوں کو اپنی زبان اور ثقافت کی ترویج کے حقوق حاصل ہوں گے۔

حقوق کی فراہمی اور امن کافروغ

خواتین اور اقلیتوں کو حقوق کی فراہمی سے درج ذیل نتائج برآمد ہوں گے۔

بااختیار بنانہ خواتین اور اقلیتوں کو تعلیم، ملازمت، اور مساوی مواقع فراہم کرنے سے دونوں طبقات کو بااختیار بنانے میں مدد ملے گی۔

تفریق سے بچاؤ: خواتین اور اقلیتوں کو بلا امتیاز حقوق کی فراہمی سے معاشرے میں تفریق پھیلنے کو روکنے میں مدد ملے گی۔ اس سے ان میں تحفظ اور اپنائیت کا احساس پیدا ہو گا۔ اور معاشرے میں امن کو فروغ ملے گا۔

برداشت کافروغ: شہریوں کو بلا امتیاز حقوق فراہم کرنے سے برداشت کو فروغ ملتا ہے۔ کیونکہ اس سے ان کی عزت نفس مجروح ہونے سے بچ جاتی ہے اور مختلف گروہوں کے درمیان خلج قائم نہیں ہوتی۔

قانون کے ذریعے پر امن حل: بنیادی حقوق کی فراہمی سے اختلافات اور جھگڑوں کو قانونی طریقے سے حل کیا جاتا ہے۔ معاشرے کے تمام طبقات بشمول اقلیتوں اور خواتین کو انصاف تک رسائی دینے سے اختلافات کو پر امن طریقے سے حل کرنے میں آسانی ہوتی ہے۔ اس سے امن کو فروغ ملتا ہے۔

ہم آہنگی کافروغ: خواتین اور اقلیتوں کو حقوق کی فراہمی سے معاشرے میں ہم آہنگی کو فروغ ملتا ہے اور اس سے مختلف طبقات کے درمیان اعتماد میں اضافہ، ہمدردی کرنے اور تعاون کرنے کے جذبات ابھرتے ہیں۔

بنیاد پرستی اور انتہا پسندی کا خاتمہ: خواتین اور اقلیتوں کو حقوق فراہم کرنے سے بنیاد پرستی اور انتہا پسندی کا خاتمہ ہوتا ہے اور معاشرے میں سماجی ہم آہنگی پیدا ہوتی ہے۔

تنوع اور یکثرت کافروغ: خواتین اور اقلیتوں کو بااختیار کرنے سے تنوع اور یکثرت کو فروغ ملتا ہے۔ کیونکہ معاشرے میں مختلف مذاہب، نسلوں اور ذاتوں سے تعلق رکھنے والے افراد آباد ہوتے ہیں بلا امتیاز حقوق کی فراہمی تمام طبقات کو آپس میں جوڑ کر رکھتی ہے۔

۱۹۷۳ء کے آئین کے تحت حکومت کا ڈھانچہ

حکومت کے تین شعبے ہوتے ہیں جن میں انتظامیہ، مقننہ اور عدلیہ شامل ہیں۔ ۱۹۷۳ء کے آئین کے مطابق حکومت کا درج ذیل ڈھانچہ ہے۔

۱۔ انتظامیہ: پاکستان میں پارلیمانی طرز حکومت ہے اور انتظامیہ کا سربراہ وزیراعظم ہے۔ آئین کے آرٹیکل ۹۰ کے تحت ملک میں تمام احکامات صدر پاکستان کے نام سے جاری ہوتے ہیں۔

کابینہ: وزیراعظم کا انتخاب قومی اسمبلی کرتی ہے۔ جو اپنی کابینہ کے ارکان کو نامزد کرتا ہے۔ کابینہ کے ارکان پارلیمنٹ میں سے لیے جاتے ہیں۔ دو طرح کے وزیر

کابینہ میں ہوتے ہیں (i) وفاقی وزیر (ii) وزیر مملکت

کابینہ کے ایک چوتھائی ارکان سینٹ میں سے لیے جاتے ہیں۔ صدر پاکستان وزیراعظم اور کابینہ کے ارکان سے حلف لیتا ہے۔ وزیراعظم پانچ مشیر مقرر کر سکتا ہے۔ آئین کے آرٹیکل ۹۲ کے تحت کابینہ کے کل ارکان کی تعداد پارلیمنٹ کی کل تعداد سے گیارہ فیصد سے نام نہ نہیں ہو سکتی۔ وزیراعظم کابینہ کا سربراہ ہے۔ وہ

وزراء کے محکمے تبدیل کرنے اور کسی وزیر کو اپنے عہدے سے استعفیٰ دینے کا حکم دے سکتا ہے۔

صدر: صدر ملک کا آئینی سربراہ ہے۔ جسے چاروں صوبائی اسمبلیاں اور پارلیمنٹ مل کر ۵ سال کے لیے منتخب کرتے ہیں پارلیمنٹ دو تہائی اکثریت سے صدر کو اپنے عہدے سے ہٹا سکتی ہے۔ صدر کے پاس برائے نام اختیارات ہوتے ہیں۔ اصل اختیارات وزیراعظم اور کابینہ کو حاصل ہیں۔

احتساب: کابینہ اجتماعی ذمہ داری کے اصول پر عمل پیرا ہوتی ہے اور وہ پارلیمنٹ کو جوابدہ ہوتی ہے۔ اراکین پارلیمنٹ وزراء سے اپنے محکموں کی کارکردگی کے بارے میں سوالات کر سکتے ہیں۔ وزیراعظم اور وزراء اپنا پارلیمنٹ کے ممبران ہوتے ہیں اور وہ پارلیمنٹ کی کارروائی اور دوئنگ کے عمل میں بھی حصہ لیتے ہیں۔ قومی اسمبلی وزیراعظم کو تحریک عدم اعتماد کے ذریعے اپنے عہدے سے ہٹا سکتی ہے۔ اگر وزیراعظم کو اپنے عہدے سے ہٹا دیا جائے تو کابینہ بھی ختم ہوتی ہے۔ پارلیمنٹ پارلیمنٹ قومی اسمبلی اور سینٹ پر مشتمل ہوتی ہے۔

قومی اسمبلی: قومی اسمبلی ایوان زیریں ہے۔ اور اس کی سیٹیں آبادی کے تناسب سے صوبوں میں تقسیم کی گئیں۔ قومی اسمبلی کی مدت ۵ سال ہے۔ آرٹیکل ۵۸ کے مطابق وزیراعظم قومی اسمبلی توڑ سکتا ہے۔ قومی اسمبلی کو سینٹ سے زیادہ اختیارات حاصل ہیں۔ قومی اسمبلی مالیاتی مسودات کو مسترد کر سکتی ہے۔ مگر سینٹ کے پاس یہ اختیار نہیں ہے۔ قومی اسمبلی وزیراعظم کو منتخب اور عہدے سے الگ بھی کر سکتی ہے۔ قومی اسمبلی کل ارکان کی تعداد کے ۱٪ 5 دو ٹوں سے وزیراعظم کو منتخب کرتی ہے۔ قومی اسمبلی کے اجلاس کی صدارت سپیکر کرتا ہے۔ آرٹیکل ۵۱ کے تحت قومی اسمبلی کی سیٹیں تقسیم کی گئی ہیں۔

نام	عام نشستیں	خواتین	ٹوٹل
بلوچستان	16	04	20
خیبر پختونخواہ	45	10	55
پنجاب	141	32	173
سندھ	61	14	75
اسلام آباد	03	X	03
غیر مسلم	X	X	10
ٹوٹل	266	60	336

نوٹ: قومی اسمبلی میں غیر مسلموں کے لیے ۱۰ سیٹیں مخصوص کی گئی ہیں۔

سینٹ: سینٹ ایوان بالا ہے۔ جس کی سیٹیں مساویانہ بنیادوں پر صوبوں میں تقسیم کی گئی ہیں۔ ہر سینٹر ۶ سال کے لیے منتخب ہوتا ہے اور ہر ۳ سال بعد نصف سینٹر زریئار ہو جاتے ہیں۔ آرٹیکل ۵۹ کے مطابق سینٹ ایک مستقل ایوان ہے اور اسے توڑنا نہیں جاسکتا۔ سینٹ کے چیئرمین اور ڈپٹی چیئرمین کو ۳ سال کے لیے منتخب کیا جاتا ہے۔ آئین میں ترمیم کرنے کے لیے سینٹ اور قومی اسمبلی کے اختیارات برابر ہیں۔ سینٹ کی کل تعداد ۹۶ ہے۔

نام	عام نشستیں	ٹیکنوکریٹ / عالم	خواتین	غیر مسلم
بلوچستان	14	04	04	01
خیبر پختونخواہ	14	04	04	01
پنجاب	14	04	04	01
سندھ	14	04	04	01
اسلام آباد	02	01	01	x
ٹوٹل	58	17	17	04

عدلیہ: سپریم کورٹ ایک چیف جسٹس اور اتنے ججوں پر مشتمل ہوتی ہے جتنی تعداد پارلیمنٹ نے مقرر کی ہو۔ جوڈیشل کمیشن آف پاکستان ججوں کے عہدے کے لیے نام بھیجتا ہے۔ پارلیمانی کمیٹی ان ناموں پر غور کرتی ہے۔ کمیٹی کے کل ارکان کی تعداد ۸ ہے جس میں سے ۴ کا تعلق قومی اسمبلی اور ۴ کا تعلق سینٹ سے ہوتا ہے۔ کمیٹی نامزد کردہ ججوں کے نام وزیراعظم کو بھیجتی ہے جو حتمی منظوری کے لیے صدر پاکستان کو بھیجتا ہے۔ سپریم کورٹ کے جج ۶۵ سال کی عمر میں ریٹائر ہوتے ہیں۔ سپریم کورٹ کو صوبوں اور مرکز کے درمیان تنازعات کا فیصلہ کرنے، اپیلیں سننے، آئین کی تشریح کرنے اور مشورہ دینے کے اختیارات حاصل ہیں۔

صوبائی ڈھانچہ: ۱۹۷۳ء کے آئین کے تحت صوبائی ڈھانچہ درج ذیل ہے۔

انتظامیہ: آرٹیکل ۱۲۹ کے مطابق وزیراعلیٰ صوبے کا انتظامی سربراہ ہے اور گورنر صوبے کا آئینی سربراہ ہے۔ صوبائی اسمبلی عددی اکثریت سے وزیراعلیٰ کا انتخاب کرتی ہے۔ جو اپنی کابینہ کے ارکان کو نامزد کرتا ہے۔

قانون ساز اسمبلی: آرٹیکل ۱۰۶ کے مطابق ہر صوبے کے لیے الگ صوبائی قانون ساز اسمبلی ہے۔ جس کی مدت ۵ سال ہے سپیکر اسمبلی کے اجلاسوں کی صدارت کرتا ہے۔ آرٹیکل ۱۱۲ کے مطابق سپیکر اسمبلی کو توڑ سکتا ہے۔ صوبائی اسمبلی قوانین اور بجٹ کی منظوری دیتی ہے۔ کابینہ کے ارکان اسمبلی کے اجلاسوں میں شریک ہوتے ہیں اور ارکان کے سوالات کے جوابات دیتے ہیں۔

عدلیہ: آرٹیکل ۱۹۲ کے مطابق ہر صوبے کے لیے الگ ہائی کورٹ قائم کی گئی ہے۔ آرٹیکل A-175 کے مطابق صدر پاکستان ججوں کا تقرر کرتا ہے۔ ہائی کورٹ کے جج ۶۲ سال کی عمر میں ریٹائر ہوتے ہیں۔ ہائی کورٹ آرٹیکل ۱۹۹ کے مطابق اپنے اختیارات کا استعمال کرتی ہے۔

جمہوریت کا عمل

پاکستان میں جمہوریت کا عمل درج ذیل ہے۔

انتخابات: ملک میں تواتر سے قومی اسمبلی، صوبائی اسمبلیوں اور مقامی حکومتوں کے انتخابات کروائے جاتے ہیں۔ الیکشن کمیشن آف پاکستان ملک میں آزادانہ اور غیر جانبدارانہ انتخابات کا انعقاد کرتا ہے۔

آزاد عدلیہ: عدلیہ آزادانہ ماحول میں اپنے فرائض سرانجام دیتی ہے۔ انتظامیہ ججوں کو اپنے عہدوں سے الگ نہیں کر سکتی۔ عدلیہ ملک میں قانون کی حاکمیت قائم کرنے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔

سیاسی جماعتیں

پاکستان میں کثیر جماعتی نظام ہے۔ ہر جماعت کا اپنا نظریہ اور منشور ہوتا ہے۔ ہر سطح پر سیاسی جماعتیں اپنے ایجنڈے اور منشور کے مطابق انتخابات میں حصہ لیتی ہیں۔

ووٹرز: پاکستان کے تمام شہری جن کی کم از کم عمر ۱۸ سال ہو بلا امتیاز رنگ، نسل، جنس اور علاقے کے ووٹ ڈالنے کا حق استعمال کرتے ہیں۔

پارلیمانی نظام: ۱۹۷۳ء کے آئین کے مطابق ملک میں پارلیمانی نظام حکومت ہے۔ ملک کا انتظامی سربراہ وزیراعظم ہے جسے قومی اسمبلی منتخب کرتی ہے۔

قانون کی حاکمیت: قانون کی حاکمیت پاکستان میں جمہوریت کا بنیادی اصول ہے۔ اس اصول کے مطابق تمام افراد اور ادارے قانون کی نظر میں برابر درجہ رکھتے ہیں۔

بنیادی حقوق کا تحفظ:

۱۹۷۳ء کے آئین کے مطابق تمام شہریوں کو بنیادی حقوق مثلاً مساوات کا حق، اظہار رائے کا حق، سیاسی عمل میں حصہ لینے کا حق بلا امتیاز حاصل ہیں۔

میڈیا کی آزادی: پاکستان میں آزاد میڈیا کام کرتا ہے۔ یہ آزادانہ انداز میں حکومت پر تنقید کرتا ہے اور شہریوں کو معلومات فراہم کرتا ہے۔ حکومت کے احتساب اور جمہوریت کی کامیابی کے لیے میڈیا کی آزادی بہت ضروری ہے۔

اہم آئینی ادارے

۱۔ قومی مالیاتی کمیشن: آرٹیکل ۱۶۰ کے مطابق قومی مالیاتی کمیشن قائم کیا گیا ہے۔ یہ کمیشن وفاقی اور صوبائی حکومتوں کے درمیان رقوم کی تقسیم کرتا ہے۔ ساتویں قومی مالیاتی کمیشن پر ۳۰ دسمبر ۲۰۰۹ء کو دستخط کیے گئے جسے یکم جولائی ۲۰۱۰ء کو نافذ کیا گیا۔ اس ایوارڈ کے مطابق صوبوں کا حصہ درج ذیل ہے۔

آبادی	82.0%
غربت اور پسماندگی	10.3 %
محصولات کی وصولی اور پیداوار	5.00 %
آبادی کی کثافت	2.7 %
ٹوٹل	100 %

ساتویں قومی مالیاتی کمیشن ایوارڈ کے مطابق صوبوں کا حصہ درج ذیل ہے۔

9.9 %	بلوچستان
14.62 %	خیبر پختونخواہ
51.74 %	پنجاب
24.55 %	سندھ
100 %	ٹوٹل

۲۔ اقتصادی رابطہ کمیٹی: یہ کمیٹی وفاق کی سطح پر قائم کی گئی ہے۔ اور وزیراعظم اس کا چیئر مین ہوتا ہے۔ وزیراعظم کمیٹی کے ارکان کو نامزد کرتا ہے اور اسے کسی بھی وفاقی وزیر کو کمیٹی کا چیئر مین مقرر کرنے کا اختیار حاصل ہے۔ اقتصادی رابطہ کمیٹی تمام فوری نوعیت کے اقتصادی معاملات کو زیر بحث لاتی ہے۔ اور معاشی پالیسیوں میں ہم آہنگی پیدا کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ یہ ملک کو فلاحی ریاست بنانے کے لیے منصوبوں کو شروع کرنے کی سفارش کرتی ہے۔ یہ ملک کی اقتصادی صورت حال پر نظر رکھتی ہے۔ درآمدات میں اضافے کے لیے سفارشات مرتب کرتی ہے اور درآمدی پالیسی کا جائزہ لیتی ہے۔

۳۔ مشترکہ مفادات کی کونسل: ۱۹۷۳ء کے آئین کے آرٹیکل 153 کے مطابق مشترکہ مفادات کی کونسل قائم کی گئی ہے۔ کونسل وفاقی امور کی فہرست کے حصہ دوم میں درج امور کے بارے میں پالیسیاں وضع کرتی ہے۔ اٹھارویں ترمیم کے تحت مشترکہ امور کی فہرست کو آئین سے ختم کر دیا گیا اور وفاقی امور کی فہرست کے حصہ دوم میں اضافہ کیا گیا۔ اٹھارویں ترمیم کے تحت مشترکہ مفادات کی کونسل کی تشکیل اور اختیارات میں تبدیلیاں لائی گئیں۔ ۹۰ دنوں کے اندر کونسل کا اجلاس ہونا ضروری ہے۔ وزیراعظم کونسل کا چیئر مین ہوتا ہے۔ تین وفاقی وزرا اور چاروں صوبوں کے وزراء اعلیٰ اس کونسل کے ممبر ہوتے ہیں۔ کونسل اپنی سالانہ رپورٹ دونوں ایوانوں میں پیش کرتی ہے۔ کونسل کے فعال کردار سے وفاق مضبوط ہو گا اور صوبوں کا مرکز پر اعتماد بڑھے گا۔

۴۔ الیکشن کمیشن آف پاکستان: الیکشن کمیشن آف پاکستان ایک آئینی ادارہ ہے۔ الیکشن کمیشن کے کل پانچ ممبران ہوتے ہیں۔ کمیشن چیف الیکشن کمیشن کی سربراہی میں کام کرتا ہے۔ آرٹیکل ۲۱۹ کے مطابق الیکشن کمیشن درج ذیل فرائض سرانجام دیتا ہے:

- یہ قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات کے لیے ووٹر لسٹوں کی تیاری کرتا ہے۔
- یہ سینیٹ کے الیکشن کا انعقاد کرتا ہے۔
- یہ الیکشن ٹریبونل قائم کرتا ہے۔
- الیکشن کمیشن کی نگرانی میں قومی اسمبلی، صوبائی اسمبلیوں اور مقامی حکومتوں کے انتخابات منعقد ہوتے ہیں۔

۱۹۷۳ء کے آئین میں متعارف کرائی گئیں ترمیم

آئینی ترمیم کے مسودے کو پارلیمنٹ کے دونوں ایوان الگ الگ دو تہائی اکثریت سے پاس کرتے ہیں۔ آئین میں متعارف کرائی گئی دوسری، آٹھویں، تیرھویں، اٹھارویں اور پچیسویں ترمیم کا مختصر اجازتہ درج ذیل ہے۔

دوسری ترمیم (۱۹۷۴ء): اس ترمیم کے تحت مسلمان کی تعریف کی گئی ہے۔ ترمیم کے مطابق جو شخص حضرت محمد خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آخری نبی تسلیم نہیں کرتا وہ مسلمان نہیں ہو سکتا۔

آٹھویں ترمیم (۱۹۸۵ء): آٹھویں ترمیم کے تحت کچھ اہم اختیارات وزیراعظم سے لے کر صدر پاکستان کو تفویض کیے گئے۔ جنرل محمد ضیاء الحق کی فوجی حکومت کے اٹھائے گئے اقدامات کو آئینی تحفظ دیا گیا۔ اس ترمیم کے آرٹیکل 2 B - 58 کے مطابق صدر قومی اسمبلی کو برخاست کر سکتا تھا۔ آٹھویں ترمیم کی وجہ سے ملک میں مکمل پارلیمانی نظام کو تبدیل کر کے کنٹرول شدہ جمہوریت کا نظام متعارف کرایا گیا۔

تیرھویں ترمیم (۱۹۹۷ء): اس ترمیم کے تحت صدر کو آٹھویں ترمیم کے تحت ملنے والے اختیارات کو وزیراعظم کو منتقل کر دیا گیا۔ اس طرح وزیراعظم کے اختیارات میں اضافہ ہوا۔ اس ترمیم کے تحت صدر کے قومی اسمبلی کو توڑنے اور مسلح افواج کے سربراہان کے تقرر کے اختیارات کو واپس لے لیا گیا۔ اس ترمیم سے پارلیمانی جمہوریت مضبوط ہوئی۔

اٹھارویں ترمیم (۲۰۱۰ء): اٹھارویں ترمیم کے تحت پاکستان کے سیاسی منظر نامے میں کئی اہم تبدیلیاں لائی گئیں۔ اس ترمیم نے وزیراعظم اور عوامی نمائندوں کے اختیارات میں اضافہ کیا۔ وفاقی کابینہ کا حجم پارلیمنٹ کی تعداد کے 11% سے زیادہ نہیں ہو سکتا۔ ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ کے ججوں کی تعیناتی کے لیے نیا نظام متعارف کرایا گیا۔ ۱۷ وفاقی وزارتوں کو صوبوں کو منتقل کیا گیا۔ صوبائی خود مختاری میں اضافہ کیا گیا۔ قومی مالیاتی کمیشن ایوارڈ میں دیئے گئے صوبوں کے حصے کو کم نہیں کیا جاسکتا۔ ترمیم کے مطابق ہر صوبہ مقامی حکومتوں کا نظام مرتب کرے گا اور انہیں سیاسی، انتظامی اور معاشی اختیارات منتقل کرے گا۔ اٹھارویں ترمیم پر عمل کرنے سے وفاق کو مضبوط بنانے میں مدد ملے گی۔

پچیسویں ترمیم (۲۰۱۸ء): پاکستان کے شمال مغربی علاقے میں سابق FATA (وفاق کے زیر انتظام قبائلی علاقے) تھا۔ اس میں سات قبائلی ایجنسیاں اور چھ سرحدی علاقے تھے ان علاقوں کا انتظام (FCR) سرحدی جرائم کے ضابطے کے تحت چلایا جاتا تھا۔ پچیسویں ترمیم کے تحت FATA کو صوبہ خیبر پختونخواہ میں ضم کر دیا گیا۔ ۳۱ مئی ۲۰۱۸ کو اس ترمیم کو نافذ کیا گیا۔ (FATA) کے خیبر پختونخواہ میں ضم ہونے کے بعد صوبائی اسمبلی کے ارکان کی تعداد ۱۲۴ سے بڑھ کر ۱۴۵ ہو گئی۔ اس میں ۱۶ عام نشستیں ۴ خواتین اور ایک غیر مسلم کی نشست شامل ہے۔

درج ذیل کثیر الانتخابی سوالات میں سے درست جواب کی نشان دہی کریں۔

1۔ آئین سازی کی طرف کون سا پہلا قدم شمار ہوتا ہے:

ا۔ قرارداد مقاصد ب۔ بنیادی اصولوں کی کمیٹی کی پہلی رپورٹ۔

ج۔ بنیادی اصولوں کی کمیٹی کی دوسری رپورٹ ب۔ محمد علی بوگرہ فارمولا

۲۔ 1941 کی مردم شماری کے مطابق ریاست جموں و کشمیر کی آبادی تھی:

ا۔ 57% ب۔ 67%

ج۔ 77% د۔ 87%

۳۔ 1956 کے آئین کے تحت سرکاری زبانیں تھیں:

ا۔ اردو اور پنجابی ب۔ اردو اور سندھی

ج۔ اردو اور پشتو د۔ اردو اور بنگالی

۴۔ 1956 کے آئین کو توڑا:

ا۔ اسکندر مرزا ب۔ ملک غلام محمد

ج۔ محمد علی بوگرہ د۔ خواجہ ناظم الدین

۵۔ 1962ء کے آئین کے تحت پاکستان میں کون سا نظام رائج کیا گیا تھا:

ا۔ پارلیمانی ب۔ لامحدود بادشاہت

ج۔ صدارتی د۔ آئینی بادشاہت

۶۔ اگر کوئی شخص ۱۹۷۳ء کے آئین کو معطل کرے، توڑے یا سازش کرے تو وہ سنگین غداری کا مرتکب ہوگا:

ا۔ آٹھویں ترمیم ب۔ تیرھویں ترمیم

ج۔ اٹھارویں ترمیم د۔ پچیسویں ترمیم

۷۔ آرٹیکل ۵۸ کے تحت کس ادارے کو توڑا جاسکتا ہے:

ا۔ سینٹ ب۔ مشترکہ مفادات کی کونسل

ج۔ اقتصادی رابطہ کمیٹی د۔ قومی اسمبلی

۸۔ مشترکہ مفادات کی کونسل کے ارکان کی تعداد ہے:

ا۔ ۸ ب۔ ۱۰

ج۔ ۱۲ د۔ ۱۴

۹۔ کون سا ادارہ آرٹیکل 219 کے تحت اپنے فرائض سرانجام دیتا ہے:

ا۔ مشترکہ مفادات کی کونسل

ب۔ الیکشن کمیشن آف پاکستان

ج۔ قومی مالیاتی کونسل

د۔ اقتصادی رابطہ کمیٹی

۱۰۔ 1974ء میں کون سی ترمیم متعارف کرائی گئی:

ا۔ دوسری

ب۔ آٹھویں

ج۔ تیرہویں

د۔ اٹھارویں

درج ذیل سوالات کے مختصر جوابات لکھیں۔

1۔ قرارداد مقاصد ۱۹۴۹ء کی تین خصوصیات لکھیں۔

2۔ اقتصادی رابطہ کمیٹی کے بارے میں مختصر لکھیں۔

3۔ مشترکہ مفادات کی کونسل کے بارے میں مختصر لکھیں۔

4۔ الیکشن کمیشن آف پاکستان کے فرائض لکھیں۔

5۔ ساتویں قومی مالیاتی کمیشن ایوارڈ ۲۰۱۰ء کے مطابق صوبوں کا حصہ لکھیں۔

6۔ تیرہویں ترمیم (۱۹۹۷ء) کے بارے میں مختصر لکھیں۔

7۔ پچیسویں ترمیم (۲۰۱۸ء) کے بارے میں مختصر لکھیں۔

درج ذیل سوالات کے تفصیلاً جوابات لکھیں۔

1۔ 1956ء کے آئین کی خصوصیات پر بحث کریں۔

2۔ 1962ء کے آئین کی خصوصیات پر روشنی ڈالیں۔

3۔ 1973ء کے آئین کی خصوصیات تحریر کریں۔

4۔ خواتین اور اقلیتوں کو حقوق کی فراہمی کس طرح امن کو فروغ دینے کا باعث بنتی ہے۔

5۔ پاکستان میں جمہوری عمل پر لکھیں۔

فرہنگ

عموری: صرف ایک مختصر وقت تک رہنے کا ارادہ ہے جب تک کہ کوئی اور مستقل چیز نہ مل جائے۔
 رائے شماری: کسی علاقے یا ملک کے لوگوں کی طرف سے کسی ایسے مسئلے پر ووٹ دینا جو بہت اہم ہے۔

تمہید: کسی کتاب یا تحریری دستاویز کا تعارف

منسوخ کرنا: سرکاری طور پر کسی قانون، معاہدے وغیرہ کو ختم کرنا۔

بنیادی جمہوریتیں: یہ بلدیاتی نظام کا نظام تھا جسے ایوب خان نے متعارف کرایا تھا۔

وفاقی وزیر اور وزرائے مملکت: ایک وفاقی وزیر ایک وزارت کا سربراہ ہوتا ہے، جبکہ ایک وزیر مملکت وفاقی وزیر کی معاونت کرتا ہے اور وزارت کے اندر اس کا جو نیئر یا ثانوی کردار ہوتا ہے۔

استاد کی مدد سے، اس باب میں شامل وہ الفاظ جو آپ کو مشکل لگتے ہیں ان کی فہرست بنائیں اور معنی لکھیں۔
